روس میں دعوت الی اللہ کیلئے واقفین عارضی کی تحریک

اسلام کی جنگ جماعت احمدیہ کے سوا کسی نے نہیں لڑی۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ /اکتوبر ۱۹۹۱ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو نشو ونما کی ایک صلاحیت عطا فرمارکھی ہے بدی کو بھی نشو ونما کی صلاحیت ہے اور نیکی کو بھی نشو ونما کی صلاحیت ہے بلکہ زندگی کے ہر ذرے میں خدا تعالیٰ نے یہ دونوں قسم کی صلاحیتیں رکھی ہوئی ہیں۔صرف یہ بات نہیں کہ بعضوں میں دوسروں پر غلبہ پانے کی طاقت ہے بلکہ اندرونی طور پر زندگی اور موت کی جدوجہد ہر ذرے میں جاری ہے خواہ وہ ظاہری طور پر زندگی رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو اس کے باوجود زندگی کے لفظ کا اطلاق وسیع ترین معنوں میں خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ ہر مخلوق پر ہوتا ہے اور موت اور زندگی کی جدوجہد جس کا ذکر قرآن کریم میں سورۂ ملک کی پہلی آیت میں ملتا ہے، یہ ایسا نظام ہے جس کا تعلق ہر مخلوق سے ہے چنانچہ وہ Protons جن کے متعلق پہلے خیال کیا جاتا تھا کہ یہ ابدی ہیں اور کبھی مٹ نہیں سکتے ان کے متعلق اب اکثر سائنس دان یہ یقین کر چکے ہیں کہ ان کی زندگی بھی بہر حال اختتام پذیر ہوگی اور یہاں زندگی سے مراد ان کی بقا کا عرصہ ہے۔اندرونی طور پر ان کے اندر ایک موت کا نظام بھی جاری ہے اور جو چیز ایک دفعہ پیدا ہو جائے اس نے بہر حال مٹنا ہے اسی مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۷﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (الرحمن: ۲۸،۲۷) تو اس میں بھی اللہ کے ”وجہ“ کا ذکر فرمایا۔وہ

ذات جو ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ ہے اس کا چہرہ اس کی رضا ہے جو باقی ہے۔ باقی ہر چیز مٹ جانے والی ہے۔

اس ضمن میں اس سے پہلے چونکہ میں روشنی ڈال چکا ہوں اس لئے اس مضمون کو یہاں بیان نہیں کروں گا چونکہ اس کا ضمناً اس مضمون کے ساتھ تعلق ہے جو میں اب بیان کرنا چاہتا ہوں اس لئے اس کا ذکر آ گیا۔ بہر حال بات یہ ہے کہ ہر چیز جسے پیدا کیا گیا ہے اس کے اندر اندرونی طور پر ایک زندگی اور موت کی جدو جہد جاری ہے اور دونوں قسم کی صلاحیتیں خدا تعالیٰ نے اسے ودیعت کر رکھی ہیں اس کے علاوہ بیرونی تعلقات میں بھی یہی نظام جاری ہے۔ بعض چیزیں بعض دوسری چیزوں پر غلبہ پاتی ہیں اور بعض چیزیں بعض دوسری چیزوں سے مغلوب ہو جاتی ہیں اور اس میں بھی نیکی اور بدی میں کوئی تمیز نہیں کی گئی اور کوئی فرق نہیں کیا گیا بلکہ اس معاملہ میں بھی ایک حیرت انگیز عدل کا نظام جاری دکھائی دیتا ہے۔ اگر خدا نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں نشو ونما کی طاقت رکھی ہے تو ابلیس کو بھی اس طاقت سے محروم نہیں کیا اور شیطان کو جو ہمیشہ کے لئے چھٹی دی گئی کہ اپنے لاؤ لشکر کو جس طرح چاہو میرے بندوں پر چڑھا لاؤ لیکن میرے بندوں پر تمہیں غلبہ نصیب نہیں ہوگا اس میں بھی وہی نظام عدل جاری وساری دکھائی دے رہا ہے۔ خدا نے نیکی کی صلاحیتیں جن بندوں کو عطا فرمائیں ان کو یہ یقین دلایا کہ اگر تم ان صلاحیتوں کو استعمال کرو گے تو بدی کی طاقتیں تم پر غالب نہیں آسکیں گی لیکن بدی کو بھی ایسی طاقتیں عطا کیں کہ جہاں وہ کوئی کمزوری دیکھیں اپنے مدمقابل پر غلبہ پالیں یہ زندگی اور موت کا وہ نظام ہے جس کا مذاہب سے بھی گہرا تعلق ہے اور غیر مذہبی دنیا سے بھی ہر قسم کی انسانی دلچسپیوں کے دائرے پر اس مضمون کا اطلاق ہوتا ہے۔

اس تمہید کے بعد اب میں اس مقصد کی طرف آتا ہوں جس کے متعلق میں آج آپ سے چند باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ آج کے اس دور میں مذہب کی جنگ ایک دفعہ پھر بڑی شدت کے ساتھ چل پڑی ہے۔ اس سے پہلے جب تک روس اور امریکہ کا مقابلہ جاری تھا اس وقت تک اسلام کے خلاف مذاہب کی جنگ میں ایسی شدت نہیں تھی لیکن گلف Gulf کے واقعات کے بعد اور روس کے منہدم ہو جانے کے بعد عیسائی طاقتوں میں بڑی تیزی کے ساتھ عیسائیت کو غالب کرنے کا رجحان پھر زندہ ہو رہا ہے اس سے پہلے بھی عیسائیت ہمیشہ اسلام پر حملہ آور رہی ہے لیکن ان سیاسی واقعات کے

بعد جن کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے، یہ کوششیں ایک نئے عزم کے ساتھ بیدار ہوئی ہیں اور نئے منصوبوں کے ساتھ حکومتیں ان کوششوں میں شامل ہو چکی ہیں۔ روس پر جس طرح عیسائیت نے یلغار شروع کی ہے وہ اس دور کا ایک اہم ترین واقعہ ہے۔ بڑی تیزی اور کثرت کے ساتھ ہر جگہ عیسائیت کا جال پھیلایا جا رہا ہے اور اسی طرح افریقہ پر عیسائیت نئے سرے سے نئے عزم کے ساتھ حملہ آور ہوئی ہے اور جو جو اطلاعات مجھے مل رہی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ خصوصاً ان دو واقعات یعنی گلف کی جنگ اور روس کا بالآخر اپنی شکست تسلیم کر لینے کے بعد عیسائیت میں ایک نئی رعونت پیدا ہو گئی ہے اور وہ عیسائی جو پہلے خاموش اور دبے ہوئے تھے وہ بڑی شدت کے ساتھ سر اٹھا رہے ہیں اور دوبارہ بقیہ افریقہ پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔

نائیجیریا میں جو حالیہ فساد ہوئے ہیں یہ بھی اسی پس منظر سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو رپورٹیں مجھے نائیجیریا سے ملی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ جن شمالی علاقوں میں فساد ہوئے ہیں وہاں اس سے پہلے عیسائیت کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ وہ مسلمانوں سے ٹکر لے لیکن یہ جو عالمی واقعات رونما ہوئے ہیں اور خاص طور پر جب وہ امریکہ کو اپنی پشت پناہی پر دیکھتے ہیں تو ان کے اندر ایک نئی رعونت پیدا ہو چکی ہے۔ انہیں نئی دولت کے سہارے مل چکے ہیں انہیں ہتھیار مہیا کئے جا رہے ہیں اس لئے عیسائیت اسلام کے ساتھ اپنی آخری جنگ کے لئے ہر قسم کی تیاری کر کے میدان میں کود چکی ہے۔

جہاں تک عالم اسلام کا تعلق ہے بدقسمتی سے عالم اسلام کو یہی عیسائی طاقتیں آپس میں الجھا رہی ہیں اور الجھائے رکھ رہی ہیں۔ کوئی ایسا زمانہ نہیں گزرتا جس میں بعض مسلمان طاقتوں کو بعض دوسری مسلمان طاقتوں کے خلاف کسی رنگ میں ابھارا نہ جا رہا ہو اور کوئی ایسا زمانہ قریب میں دکھائی نہیں دیتا جس میں مسلمان طاقتیں پوری طرح امن کے ساتھ ہم آہنگی کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر اسلام کے فروغ کی کوششیں کر رہی ہوں۔ کردوں کا مسئلہ ہے جس کا عراق سے بھی تعلق ہے، ترکی Turkey سے بھی تعلق ہے روس سے بھی تعلق ہے، سیریا Syria (شام) سے بھی تعلق ہے اس مسئلے کو پہلے عراق کے تعلق میں چھیڑا گیا اب ترکی کے تعلق میں اسے چھیڑا اور ابھارا جا رہا ہے اور اس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں جن کی تفصیل میں جانے کا وقت نہیں لیکن وہ لوگ جو ہوش مندی کے ساتھ خبروں کا مطالعہ کرتے ہیں ان پر یہ بات خوب روشن ہے کہ عالم اسلام کو وہ امن اور وہ

سکون میسر آ نہیں سکتا جس کے ساتھ انسان اپنی تمام تر صلاحیتوں کو نیکی کی راہوں پر ڈال دے لیکن صرف ایک بدنصیبی نہیں اس کے علاوہ اور بھی بدنصیبیاں ہیں۔ اگر بیرونی طاقتیں مسلمان طاقتوں کو سیاسی چپقلشوں میں نہ بھی الجھائیں اور انہیں امن بھی نصیب ہو تو بدنصیبی یہ ہے کہ اس امن کے دور کو وہ پھر اندرونی طور پر ایک دوسرے سے مذہبی اختلافات میں لڑکر اپنی طاقتوں کو ضائع کر دیتی ہیں اور اس موقع کو ضائع کر دیتی ہیں جس میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ نیکی کی پرورش اور پنپنے کے وقت ہوتے ہیں۔ امن کا دور ہمیشہ اچھی صلاحیتوں کے لئے ایک خوش نصیب دور ہوا کرتا ہے جس میں اچھی طاقتوں کے پنپنے اور پھول پھلنے کا وقت ہوا کرتا ہے لیکن عالم اسلام کی حالیہ تاریخ پر آپ نظر ڈال کر دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جہاں امن بھی نصیب ہوا وہاں اس امن کو ہمیشہ اندرونی بدامنی میں تبدیل کر دیا گیا اور فرقہ بازیوں میں مبتلا ہو کر ایک دوسرے کے خلاف جدو جہد کرتے ہوئے اور سیاست میں بھی ہر قسم کے غلط حربے استعمال کرتے ہوئے ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے میں اس امن کے دور کو ضائع کر دیا گیا اور بجائے استفادہ کے اور بھی زیادہ اس سے نقصان اٹھایا۔

پس کسی پہلو سے بھی آپ عالم اسلام پر نگاہ ڈالیں تسلی کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی اور غیر طاقتیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بڑے عزم اور بڑے گہرے اور دیرپا منصوبوں کے ساتھ دوبارہ ساری دنیا پر بھی حملہ آور ہیں اور خصوصیت سے اسلام پر حملہ آور ہیں۔ اس صورتحال میں جماعت احمدیہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کے دفاع کا تمام تر بوجھ اپنے اوپر اٹھائے اور یہی وہ مقصد ہے جس کے لئے جماعت احمدیہ کو پیدا کیا گیا ہے۔ **جب میں مخالفانہ طاقتوں، ان کے منصوبوں اور ان کی صلاحیتوں کا جائزہ لیتا ہوں تو میں حیران رہ جاتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے کس کو کس کے مقابل پر ٹکرا دیا ہے، اتنی عظیم طاقتیں ہیں۔ صرف دولت کے اعتبار سے ہی دیکھیں تو کروڑوں گنا زیادہ طاقتور قومیں ہیں، مقابل پر جماعت احمدیہ کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔ اگر عددی اعتبار سے دیکھیں تو یہی صورت حال ہے، اگر سیاسی اثر و نفوذ کے لحاظ سے دیکھیں تو یہی صورت حال ہے کوئی ایسا پہلو جو مقابلوں میں کام آیا کرتا ہے ایسا نہیں جو جماعت احمدیہ کو ان کے اوپر فوقیت دیتا ہو پھر خدا تعالیٰ نے ہمیں اس غیر متوازن جنگ میں کیوں الجھا دیا اور کیوں ہم سے یہ توقع کی گئی کہ ہم اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر بالآخر غالب کر کے دکھائیں گے؟**

اس مضمون پر جب آپ غور کریں تو دنیا میں سب سے بڑا تعجب انگیز واقعہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت تھی۔ آپ سے یہ جدوجہد شروع ہوئی اور آپ ہی سے اس جہاد کا آغاز ہوا۔ آپ ایک تھے جن کو مخاطب کر کے خدا نے فرمایا:

قُمْ فَاَنْذِرْ (المدثر:۳) اے محمد ﷺ! اٹھ اور تمام دنیا کو انذار کر اور ساری دنیا سے ٹکر لے میری خاطر اور میرے غلبے کے مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک جہاد کا اعلان کردے اور وہ جہاد عالمگیر جہاد تھا اور آنحضرت ﷺ اکیلے تھے۔ پس سب سے زیادہ حیرت انگیز واقعہ تو ان دنوں کا واقعہ ہے جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اکیلے اٹھ کھڑے ہونے کا حکم دیا گیا او اس حکم کے تابع تمام دنیا کی طاقتوں سے ہمیشہ کے لئے ٹکر لینے کی ہدایت فرمائی گئی اور پھر اس جہاد کا آغاز ہوا جو ۱۴۰۰ سال سے جاری ہے۔ گو مختلف وقتوں میں اس کی شکلیں بگڑتی بھی رہیں۔ بنتی بھی رہیں دشمنوں اور مسلمانوں کے درمیان لڑائیوں میں پانسے بھی پلٹتے رہے۔ کبھی یہ لڑائیاں مذہبی دنیا میں لڑی گئیں کبھی سیاسی دنیا میں لڑی گئیں۔ مختلف حالات میں یہ جہاد مختلف صورتوں سے گزرتا ہوا جاری رہا اور آج بھی جاری ہے لیکن اس امر سے انکار ممکن نہیں کہ وہ سیاسی جنگیں بھی جو مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان ہوئیں ایک مذہبی عنصر اپنے اندر رکھتی تھیں اور ان جنگوں کو بھی خالصۃً سیاسی قرار نہیں دیا جا سکتا۔

عیسائی قوموں کی دنیا میں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والی قوموں سے لڑائیاں ہوئی ہیں مگر سوائے ان لڑائیوں کے جو مسلمان قوموں سے کی گئیں کسی دوسری لڑائی کا نام صلیبی جنگ نہیں رکھا گیا اور اسلام پر جہاد کا الزام دھرنے والوں کا اپنا یہ حال تھا کہ کئی سو سال تک مسلمان ممالک پر باہر سے جا کر حملہ آور ہوئے ہیں اور ان جنگوں کا نام صلیبی جنگیں رکھا گیا۔ پس اگرچہ وہ سیاسی جنگیں ہی تھیں کیونکہ علاقائی جنگیں تھیں، ملکوں اور اقتدار پر قبضہ کرنے کی جنگیں تھیں لیکن ان کے اندر اسلام دشمنی کا ایک عنصر بھی لازماً کارفرما رہا ہے۔ آج جو صورتحال ہے یہ صورتحال اتنی نازک ہے اور اتنی خطرناک صورت اختیار کر چکی ہے کہ اس کے تمام پہلوؤں پر تمام احمدیوں کا نظر رکھنا بہت ہی ضروری ہے اور اس سلسلہ میں وقتاً فوقتاً آپ کو بیدار کرنا میرے بنیادی فرائض میں داخل ہے۔ جو شکل آج مجھے دکھائی دے رہی ہے ایسی خطرناک شکل ہے اس سے پہلے کبھی نظر نہیں آئی۔ عیسائیت جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بڑے عزائم کے ساتھ اور نئے ارادے باندھ کر، نئے منصوبوں کے ساتھ، نئی دولتوں

کا سہارا لے کر نئی سیاسی طاقتوں کی پشت پناہی حاصل کرتے ہوئے بڑے زور کے ساتھ دوبارہ تمام دنیا پر اور خصوصیت سے اسلام پر حملہ آور ہوئی ہے اور اس کے حقیقی دفاع کے لئے احمدیت کے سوا کسی میں صلاحیت نہیں ہے اور کسی کو ان باتوں کا دماغ نہیں ہے۔ کسی کی زندگی کا اعلیٰ مقصد یہ نہیں ہے کہ وہ خالصۃً اسلام کا دفاع کرے اور حقیقت میں اسلام کا دفاع کرے نہ کہ کسی سیاسی غرض کا۔ پس اس پہلو سے جماعت احمدیہ کو اپنی تمام تر قوتوں کو مجتمع کر کے نئے عزم کے ساتھ اس جہاد کے میدان میں کودنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت ایسا کر رہی ہے۔

جہاں تک مقابل پر ہر قسم کا لٹریچر تیار کرنے کا تعلق ہے، جہاں تک ہماری موجودہ صلاحیتوں سے کام لے کر ان کے نتیجہ میں مقابل پر منصوبے بنانے کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کام جاری ہے لیکن اس وقت ضرورت ہے لام بندی کی اور اسی طرف میں کچھ عرصہ سے آپ کو متوجہ کرتا رہا ہوں۔ بعض دفعہ دنیا کے عام امن کے حالات میں فوجوں کی تعداد بڑھانے کے لئے ایسی کوئی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ اگر چہ فوجی نظام ضرور موجود رہتا ہے، ہتھیار بھی بنتے ہیں اور ہتھیار بنانے والے محکمے مسلسل بیدار مغزی کے ساتھ بہتر سے بہتر ہتھیار فوج کے لئے مہیا کرنے کے لئے کوشاں بھی رہتے ہیں لیکن جب جنگ کا بگل بجایا جائے تو اس وقت صورت حال یکسر بدل جاتی ہے اور انہی کوششوں میں جو پہلے سے ہی جاری ہیں نئی جان پڑ جاتی ہے، غیر معمولی حرکت اس میں پیدا ہو جاتی ہے اور کام میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔ پس ایسے اوقات جبکہ کثرت کے ساتھ لوگوں کو بھرتی کے لئے بلایا جائے تو اسے کہا جاتا ہے کہ لام بندی ہوگئی۔ لام بندی کا حکم ہو گیا اور لوگوں کو، عوام الناس کو بار بار دعوت دی جاتی ہے کہ آؤ اور اس فوج میں شامل ہو۔ مجھے یاد ہے ہندوستان میں جب جنگ عظیم کا وقت تھا تو کثرت کے ساتھ حکومت کی طرف سے ایسے محکمے قائم کر دیئے گئے جو دیہات میں جا کر اندرون ملک دور دور جا کر لوگوں کو اکٹھا کر کے فوج کے لئے بھرتی کرنے کے لئے لایا کرتے تھے۔ دیہات سے قافلہ در قافلہ ایسے لوگوں کو اکٹھا کر کے ان مقامات پر پہنچایا جاتا تھا جہاں ان کے معائنے ہوتے تھے اور ان کو فوج میں داخل کرنے کے لئے ابتدائی تحقیق کی جاتی تھی ان کی صلاحیتیں جانچی جاتی تھیں۔ غرضیکہ جیسا کہ آپ جانتے ہیں فوج کی جو کچھ ضروریات ہوتی ہیں اس کے مطابق ان کو جانچا پرکھا جاتا تھا اور اس زمانہ میں مجھے یاد ہے کہ فوج کے جانچنے اور پرکھنے کا معیار

بھی کم کر دیا گیا تھا کیونکہ عام حالات میں اگر مثلاً چلتے وقت کسی کے گھٹنے گھٹنے سے ٹکرا جاتے ہیں تو فوج میں ایسے شخص کو قبول نہیں کیا جاتا تھا مگر ان دنوں میں وہ جو Bandy Egs والے کہلاتے ہیں جن کے گھٹنے بہت زیادہ باہر کی طرف نکلے ہوں یا جن کے گھٹنے چلتے وقت آپس میں ٹکراتے ہوں ان کو بھی قبول کر لیا جاتا ہے۔ تو جتنی ضرورت زیادہ بڑھتی ہے اتنے پیمانوں میں بھی لچک پیدا ہوتی چلی جاتی ہے آج اس بات کی ضرورت زیادہ بڑھتی ہے اتنی پیمانوں میں بھی لچک پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔

آج اس بات کی ضرورت ہے کہ جماعت احمدیہ میں دعوت الی اللہ کے نظام کو بہت زیادہ سنجیدگی کے ساتھ جاری کیا جائے اور صرف صاحب علم لوگ ہی اس نظام سے منسلک نہ ہوں بلکہ کم علم والے بھی ہر قسم کے احمدی دعوت الی اللہ کے کام میں پوری طاقت کے ساتھ اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ شامل ہونے کی کوشش کریں کیونکہ اس میدان میں ابھی ہمیں بہت ہی کمی محسوس ہوتی ہے۔

روس کے متعلق میں نے اعلان کیا تھا کہ ہمیں ایسے واقفین کی ضرورت ہے جو عارضی طور پر روس میں جا کر اسلام کا پیغام پہنچائیں۔ضرورت بہت تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے اور روس کے مختلف علاقوں سے آوازیں بلند ہو رہی ہیں کہ ہماری طرف آؤ، ہماری طرف آؤ ہمارے پاس مستقل آدمی بھیجو، ہمیں ایسے معلم عطا کرو جو بیٹھ کر ہمیں اسلام سکھائیں مگر سر دست جماعت احمدیہ کے پاس ایسی انفرادی طاقت نہیں ہے کہ ہم ان کی ضرورتیں پوری کر سکیں۔ وقف کی جو میں نے تحریک کی تھی اس میں اگرچہ میں سمجھتا ہوں کہ جماعت میں لبیک کہنے کا جذبہ ضرور ہے لیکن بعض غلط فہمیاں غالباً مانع رہی ہیں۔ایک غلط فہمی یہ ہے کہ روس میں صرف روسی زبان استعمال کی جاتی ہے اور اس وجہ سے وہ لوگ جن کو روسی زبان کا ایک لفظ بھی نہیں آتا وہ سمجھتے ہیں ہماری خواہش تو ہے دل تو چاہتا ہے مگر ہم مجبور ہیں اور اس خدمت میں شامل نہیں ہو سکتے۔ان کی غلط فہمی دور کرنے کے لئے میں بتاتا ہوں کہ روس میں بہت سی زبانیں بولی جاتی ہیں اور خاص طور پر اہل مشرق کے لئے یہ خوشخبری ہے کہ فارسی زبان بعض علاقوں میں بکثرت استعمال ہوتی ہے اور بعض علاقوں میں ترکی زبان بکثرت بولی اور سمجھی جاتی ہے اور بعض ایسے علماء ہیں جو عربی زبان بھی خوب اچھی طرح بولتے اور سمجھتے ہیں پس وہ لوگ جو روسی زبان نہیں جانتے اور فارسی جانتے ہیں یا فارسی سے کسی حد تک شدھ بدھ رکھتے ہیں ان کے لئے بھی بہت اچھا موقع ہے کہ اپنے آپ کو پیش کریں۔

پس روسی زبان جاننا کوئی شرط نہیں ہے۔علاوہ ازیں اگر ان میں سے بھی کوئی زبان نہ آتی ہوتو اب تک جو میں نے جائزہ لیا ہے اس سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ اکثر ریاستوں کے صدر مقامات میں ہر قسم کے مترجمین مل جاتے ہیں اور بعض بہت اچھے اچھے ترجمے کرنے والے بہت سستے داموں مہیا ہو جاتے ہیں۔مثلاً یہ ازبکستان ہے، بخارا اور سمرقند وغیرہ کے علاقے ہیں ان میں بڑے اچھے اردو دان بھی موجود ہیں۔جب میں نے اپنا نمائندہ وہاں بھجوایا تو مجھے معلوم کر کے حیرت ہوئی کہ بہت ہی اچھے اردو دان جو ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر بھی اردو میں تقریریں کرتے ہیں اور پھر بعض اردو کے رسالے بھی شائع کرتے ہیں وہ نہ صرف وہاں مہیا ہیں بلکہ بہت ہی معمولی داموں پر ان کی صلاحیتوں کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔پھر ایک سے زیادہ زبانیں جاننے والے بھی وہاں بہت موجود ہیں۔ایسے بھی ہیں جو دو تین چار مشرقی زبانیں جانتے ہیں اور ہر قسم کے مواقع کے لئے مفید ثابت ہو سکتے ہیں یعنی اگر کوئی احمدی پاکستان سے جاتا ہے جو اردو دان ہے تو وہ اردو سے اس مقامی زبان میں بھی ترجمہ کر سکتے ہیں۔روسی زبان میں بھی ترجمہ کر سکتے ہیں۔اگر کوئی عرب احمدی جاتا ہے تو ایسے ترجمہ کرنے والے ہیں جو عربی سے ترکی، فارسی اور دوسری زبانوں میں ترجمہ کر سکتے ہیں۔زبانوں کے لحاظ سے اس بات نے مجھے بہت ہی متعجب کیا۔میرا خیال تھا کہ روس کے علاقوں میں سوائے ایک آدھ زبان کے لوگوں کا زبانوں کی طرف رجحان نہیں ہوگا مگر ہمارے اس دور کے پہلے روسی احمدی جو ایک بہت قابل آدمی ہیں، مسٹر راویل، وہ آج کل یہاں تشریف بھی لائے ہوئے ہیں اور انہوں نے اکثر اپنی زندگی احمدیت کیلئے وقف کر رکھی ہے ان کے متعلق مجھے یہ معلوم کر کے تعجب ہوا کہ پانچ زبانیں نہایت شستگی سے جانتے ہیں۔مثلاً مشرقی یورپ کی زبانوں میں سے روسی زبان کے تو وہ بہت اچھے لکھنے والے ماہر شاعر بھی اور ڈرامہ نویس بھی اور کالم نویس بھی لیکن ہنگیرین زبان میں بھی ایسے ماہر ہیں کہ B.B.C نے اپنے ہنگیرین پروگرام کے لئے ان کی خدمات حاصل کی ہیں اور ہنگیرین قوم کو B.B.C جو پیغام بھیجنا چاہتی ہے آج کل ان کے ذمہ ہے کہ وہ کچھ وقت ہنگیرین زبان میں وہ پیغامات ان قوموں کو پہنچائیں۔یعنی اگرچہ پیغامات کی شکل میں تو نہیں دیئے جاتے مگر جب B.B.C غیر زبانوں میں اپنے پروگرام بناتی ہے تو آخر مقصد یہی ہوا کرتا ہے کہ انگلستان جو باتیں ان تک پہنچانا چاہتا ہے اس رنگ میں وہ ان تک پہنچیں مختلف مضامین کی شکلوں میں، مختلف اہم امور

پر مقالے لکھوا کر وہ اپنے رنگ میں نہایت عمدگی کے ساتھ آخر اپنے مطلب کو وہاں تک پہنچا دیتے ہیں اور راویل صاحب جن کا میں نے ذکر کیا ہے یہ اتنے ماہر ہیں کے B.B.C جو بڑے اعلیٰ معیار کے مترجمین کو قبول کرتی ہے جن کا ترجمے کا معیار بہت بلند ہے انہوں نے ان کو اس قابل سمجھا کہ ہنگیرین زبان میں یہ B.B.C کی نمائندگی کریں۔ اور بھی بہت سی زبانیں یہ جانتے ہیں۔ ترکی زبان بھی جانتے ہیں لیکن پانچ زبانیں مجھے انہوں نے بتایا ایسی ہیں کہ وہ بآسانی بغیر کسی دقت کے، بغیر توقف کے وہ ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کر لیتے ہیں تو اسی طرح ازبکستان وغیرہ میں ایسے لوگ بکثرت ہیں جو زیادہ زبانیں جاننے والے ہیں اور کوئی احمدی جس کو سوائے اردو کے کوئی زبان نہیں آتی وہ ازبکستان کے علاقہ میں تو اپنے آپ کو کلیۃً اجنبی نہیں پائے گا۔ وہاں ضرور اسے ایسے آدمی مل جائیں گے جو اس کا ترجمہ کر سکیں اور دیگر جگہوں میں بھی اگر تلاش کیا جائے تو کوئی نہ کوئی ایسا مل جائے گا۔ تو وہ لوگ جو اپنے آپ کو روس میں وقف کے لئے پیش کرنا چاہتے ہیں وہ زبان کے تردد میں نہ پڑیں۔ اگر وہ توفیق رکھتے ہیں کہ اپنے خرچ پر روس میں دو چار ہفتے یا مہینہ دو مہینے گزار سکیں تو وہ باقاعدہ تحریک جدید کی معرفت یا براہ راست مجھ سے رابطہ قائم کریں اور ہم ان کی راہنمائی کریں گے کہ کہاں جانا ہے اور کیا کیا اس علاقہ کی ضروریات ہیں جنہیں ان کو پورا کرنا ہوگا اور چونکہ جماعت احمدیہ کے روابط اب بہت سے علاقوں میں قائم ہو چکے ہیں اس لئے کوئی مشکل نہیں کہ ہم ایسے لوگوں سے ان کے رابطے کروا دیں جو ان کو سنبھال لیں اور ابتدائی طور پر ان کی مدد کریں۔ اگر چہ ان کو اپنے اخراجات خود ہی برداشت کرنے چاہئیں لیکن روسی اقوام میں مہمان نوازی بہت ہے اور وہ کوشش یہی کریں گے کہ جس طرح بھی ہو چاہے آپ ان کو پورا کھانا میسر آئے نہ آئے آنے والے مہمانوں کا خیال رکھیں ایک غلط فہمی کا یہ حصہ تھا جو دور کرنا چاہتا تھا۔

دوسرا یہ ہے کہ جب ہم لفظ روس بولتے ہیں روس کہتے ہیں یا روسی کہتے ہیں تو باہر کی دنیا خصوصاً ہندو پاکستان میں اس سے مراد U.S.S.R ہے یعنی یونین آف سوویٹ سوشلسٹ ریپبلک لیکن جس بڑے ملک کو ہم روس کہتے ہیں وہاں پہنچیں تو وہاں جب بھی آپ روس کہیں گے اس سے مراد صرف یورپین ریاست روس ہے اس کے سوا روس سے کچھ مراد نہیں لی جاتی۔ U.S.S.R کی سب سے بڑی ریاست کا نام روس ہے یعنی رشیاء اور اس میں بھاری اکثریت یورپینز کی ہے۔ اگر چہ روسی

قومیں بھی یہاں آباد ہیں اور سٹالن کے زمانے میں خصوصیت کے ساتھ بعض مسلمان علاقوں سے لوگوں کو ہانک کر یہاں لایا گیا اور یہاں بسایا گیا۔اس میں تاتاری قومیں بھی موجود ہیں قازان ایک شہر ہے جہاں بڑی تعداد میں تاتاری مسلمان بستے ہیں تو اگر چہ دوسری قومیں بھی ہیں مگر رشیا کی ریاست میں زیادہ تر یورپین ہیں اور یہ روس کی یعنی جسے ہم روس کہتے ہیں،اس کی سب سے بڑی طاقتور اور سب سے بڑے رقبے پر پھیلی ہوئی ریاست ہے۔اتنی بڑی ہے کہ اکیلی یہ ریاست امریکہ سے بڑی ہے۔اس سے بڑی یا اس کے لگ بھگ ہوگئی قریباً بہت بڑا رقبہ ہے۔اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ روس میں نہ صرف یہ کہ روس لفظ کو یہاں یورپین حصے پر چسپاں کیا جاتا ہے بلکہ اگر آپ اجنبی ہیں اور ان باتوں کو نہیں جانتے اور بعض دوسری ریاستوں میں ان لوگوں کو روسی کہہ کر مخاطب کریں گے تو وہ ناراض بھی ہو سکتے ہیں اور بعض بھڑک بھی سکتے ہیں کیونکہ آج کل خصوصیت کے ساتھ U.S.S.R میں روسی ریاست کے خلاف دوسری ریاستوں میں بڑی سخت رقابت پیدا ہو رہی ہے اور بعض جگہ تو شدید نفرت ہو رہی ہے چنانچہ حالیہ زمانہ میں جو محققین وہاں دورے پر گئے ہیں اور واپس آکر انہوں نے مقالہ جات لکھے ہیں ان کے پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ بعض علاقوں میں تو شدید نفرت کی لہریں چل پڑی ہیں اور روسی لفظوں کو جو پہلے عام جگہ جگہ بورڈوں پر آویزاں دکھائی دیتے تھے یا روزمرہ کی سڑکوں پر رستے دکھانے کے لئے ہدایات کی شکل میں روسی لفظ استعمال ہوتے تھے وہ سارے بورڈ اب ختم کر دیئے گئے ہیں اور ان سب روسی لفظوں کو بدل کر مقامی زبانوں کے لفظوں میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ایک لفظ مثلاً مگاسان Magazin ہے جو غالباً فرنچ میں بھی دوکان کو کہتے ہیں روسی زبان میں بھی مگاسان یا میگسین (اس کا تلفظ مجھے صحیح یاد نہیں) دکان کو کہتے ہیں۔اب بخارا اور سمرقند، تاشقند وغیرہ ان سب جگہ تمام وہ دوکانیں جن پر پہلے یہ لفظ لکھا ہوا تھا اب وہاں دوکان لکھ دیا گیا ہے اور ضمناً آپ کو یہ بھی بتاؤں کہ ان کے ہاں مشرقی علاقوں میں جو مقامی زبانیں ہیں ان میں بہت سے ایسے لفظ ہیں جو اگر غور سے سنیں جائیں تو معلوم ہوگا کہ اردو میں بھی مستعمل ہیں۔صرف تھوڑا سا تلفظ کا فرق ہے چنانچہ روسی مہمان جو ہمارے جلسہ پر تشریف لائے ہوئے تھے بعد میں جب ان کے ساتھ مجالس ہوئیں تو ایک سے زائد مرتبہ اس طرح ہوا کہ جب یہ آپس میں بات کر رہے تھے تو ترجمہ کرنے سے پہلے میں نے ان کو بتا دیا کہ میں سمجھ گیا ہوں میں اس کا

جواب دیتا ہوں۔آپ یہ کہہ رہے ہیں تو انہوں نے تعجب سے پوچھا کہ تمہیں کس طرح پتا چلا تو میں نے بتایا کہ آپ کے ہاں بہت سے ایسے لفظ ہیں جو اردو میں بھی استعمال ہوتے ہیں جس طرح دوکان ہے،اس کو دکان کہیں گے لیکن ہے دوکان ہی بہر حال اور بھی بہت سے لفظ ہیں چونکہ جن مضامین پر بحث ہورہی تھی وہ میرے علم میں تھے اس لئے دو چار لفظ راہنمائی کر دیا کرتے تھے کہ یہ کیا بات کہنا چاہتے ہیں۔یا کیا بات پوچھنا چاہتے ہیں اور وہ اندازے درست نکلتے رہے۔

تو اگر پاکستانی دوست یا ہندوستانی یا دوسرے اردو دان روس کے لئے اپنے آپ کو وقف کریں اوران علاقوں میں جائیں جن کا میں ذکر کر رہا ہوں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ کچھ عرصہ کے بعد وہ خود بھی ان کی زبان سیکھنے کے اہل ہو جائیں گے اوراس ضمن میں واقفین کو چاہئے کہ جاتے ہی زبان سیکھنے کے اداروں میں ضرور داخل ہوں صرف گلیوں میں چلتے پھرتے گفتگو کے ذریعہ زبان نہ سیکھیں بلکہ اداروں میں داخل ہوں وہاں زبان بھی سیکھیں گے اور ساتھ تبلیغ بھی کر سکیں گے۔اپنے ہم مکتب لوگوں سے مذہبی گفتگو بھی کرسکیں گے اوراس طرح ان کے دونوں کام ہو جائیں گے ایک پنتھ دو کاج والا معاملہ ہوگا۔

تو ہمیں اس وقت کثرت کے ساتھ لام بندی کی ضرورت ہے اور بہت احمدیوں کی ضرورت ہے جو نئے علاقوں میں جہاں اسلام کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے کثرت سے پہنچیں وہاں چھوٹے چھوٹے مکاتب لگائیں۔وہاں ان کو نماز پڑھنی سکھائیں،دعائیں کرنی سکھائیں اور درس جاری کریں جس طرح گزشتہ زمانوں میں اولیاء اللہ نے تبلیغ کے کام کئے تھے اس رنگ میں جا کر انہی اداؤں کے ساتھ دوبارہ ان قوموں میں تبلیغ اسلام کریں۔

مسلمان علاقوں میں اس لئے خصوصیت سے تبلیغ کی ضرورت ہے کہ ان میں سے اکثریت ایسی ہے جو خدا کی ہستی سے ہی غافل ہو چکی ہے اور اپنے آپ کو مسلمان کہتے بھی ہیں تب بھی خدا کا تصور نہیں ہے اور اسلام کو ایک قوم اور نیشن Nation کے طور پر لے رہے ہیں۔بڑا خطرہ یہ ہے کہ بعض مسلمان ممالک جو اپنے سیاسی نفوذ کو ہی اسلام کی خدمت سمجھتے ہیں وہ پہنچ رہے ہیں اور ان کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ان سے پیسے لیں اور ان کے مقاصد میں استعمال ہوں اور اسلام کو ایک قومیت کے رنگ میں اپنائیں اور پھر سیاسی جدوجہد میں اس جذبے کو استعمال کریں۔ایسے لوگ جو

عملاً خدا کی ہستی سے ہی ناواقف ہو چکے ہیں ان میں جب اس قسم کے رجحان پہنچیں گے تو اسلام کے اندر جو اس وقت دلچسپی پیدا ہو رہی ہے اس سے فائدہ اٹھانے کی بجائے نقصان اٹھا جائیں گے۔ان کو پتہ ہی نہیں لگے گا کہ جو ہم سیکھ رہے ہیں یہ محض سیاست ہے قوم پرستی ہے،اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں پس پیشتر اس سے کہ غلط تصورات وہاں پہنچ کر ان کی پیاس پر قابض ہو جائیں اور جسے وہ پانی سمجھ کر پی رہے ہوں وہ دراصل زہر کے پیالے ہوں کثرت سے احمدیوں کو وہاں پہنچنا چاہئے اور آب حیات لے کر پہنچنا چاہئے اسلام کو اسلام کے رنگ میں، خالص اسلام کے طور پر ان تک پہنچانا چاہئے اور ان کی ضرورتوں کو سیراب کرنا چاہئے۔

پس یہ ایک دو کی بات نہیں ہے سینکڑوں چاہئیں اور میں تو سمجھتا ہوں کہ اگر زبان سے کلیۃً نابلد بھی ہوں اور مترجم بھی مہیا نہ ہوں تو اگر احمدی مختلف علاقوں میں جا کر دو ہفتے، مہینے کے لئے ایسے اڈے لگالیں کہ جہاں وہ دعائیں کرتے رہیں،لوگوں کو اپنی طرف بلائیں اور اشاروں کے ساتھ نمازیں پڑھنا سکھائیں اور نیکی کی تعلیم جس حد تک ان کو توفیق ملے اشاروں کنایوں سے ان کو دینے کی کوشش کریں اور دعائیں سکھائیں۔دعا کر کے بتائیں،اشاروں سے اپنے مقصد کو سمجھانے کی کوشش کریں تو چونکہ یہ خالصۃً للہ ہوگا۔اس لئے مجھے یقین ہے کہ ان بے زبانوں کو بھی خدتعالیٰ اثر کی زبان عطا کر دے گا اور اثر کی زبان لفظوں کی محتاج نہیں ہوا کرتی۔وہ دلوں تک براہ راست پہنچتی ہے۔ضرورتیں بہت زیادہ ہیں اور وقت بہت کم ہے کیونکہ جو خبریں آرہی ہیں وہ بڑی متوحش ہیں۔دو قسم کے اثرات اس وقت نئے آزاد ہونے والے مشرقی، یورپ اور روس میں بڑے نمایاں طور پر دکھائی دینے لگے ہیں۔ایک عیسائیت کا چرچہ اور بڑی کثرت کے ساتھ پرانے کلیساؤں کو ازسر نو مرمت کر کے اور زینت دے کر باوقار بنانا اور اس کی ظاہری کشش سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے جدو جہد کرنا۔ایک یہ کام بڑی تیزی سے ہو رہا ہے پھر عیسائیت کے نام پر مالی اور دوسری امداد بہت مل رہی ہے۔پھر مغربی عیسائی قوموں کے ساتھ ہمنوائی کا جو موقع ہے یہ بھی آج کل روس میں ایک فخر بن رہا ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ لوگ جو مغربی قوموں کے زیادہ دوست بن کر ابھریں گے وہ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں گے اور آج کل کی یہی ہوا چل رہی ہے اس ہوا میں ہمیں بھی ساتھ چلنا چاہئے۔اس کے نتیجہ میں عیسائیت کو فروغ کے لئے نئے نئے مواقع عطا ہو رہے ہیں۔

لیکن اس کے علاوہ ایک اور خطرناک رویہ ہے مغربی طرز زندگی کی، تہذیب وتمدن کی تمام برائیاں بڑی تیزی کے ساتھ ان علاقوں میں داخل ہورہی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ آزادی سے مراد یہ ہے کہ جو چاہو جس طرح چاہو بدکاریاں کرواور عیش و عشرت میں ایک دوسرے کو پیچھے چھوڑ جاؤ۔ پس Crime یعنی جرم کے رجحانات گزشتہ ایک سال کے اندر اندر اس تیزی سے بڑھے ہیں کہ روس سے آنے والے بتاتے ہیں کہ بعض علاقے پہچانے نہیں جاتے وہاں کبھی وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ اس طرح گلیاں بے امن ہوجائیں گی لیکن اب یہی صورت حال ہے۔ ہمارے راویل صاحب نے بھی جو آکر ماسکو میں تبدیلیوں کے واقعات سنائے ہیں وہ بہت ہی سخت پریشان کن ہیں اور ظلم یہ ہے کہ ان چیزوں کے ساتھ عیسائیت کا چولی دامن کا ساتھ بن گیا ہے۔ یعنی ہاتھ میں ہاتھ پکڑے عیسائیت اور بدکاریاں اکٹھی ان گلیوں میں پھر رہی ہیں اور ایک دوسرے سے کوئی منافرت نہیں ہے اور یہ جو آزادی عیسائیت دیتی ہے یہ عیسائیت میں ایک مزید کشش پیدا کرنے والی بات بن گئی ہے۔ وہ کہتے ہیں اپنے نام عیسائی رکھ لو چرچ چلے جایا کرو اس کے علاوہ جو چاہو عیش وعشرت کرو جس قسم کی زندگی بسر کرو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تم بخشے گئے۔ یہ جو ڈھیل ہے اس ڈھیل نے عیسائیت میں ایک اور زائد کشش پیدا کردی ہے۔

اس کے مقابل پر جب اسلام اپنی اصل شکل وصورت میں پہنچتا ہے تو ان کو بالکل مختلف طرز زندگی کی طرف بلاتا ہے۔ پابندیاں عائد کرتا ہے تم یہ بھی نہ کرو، وہ بھی نہ کرو اور اپنے جذبات کے اوپر بھی کنٹرول رکھو، اپنے خیالات پر بھی کنٹرول رکھو، اپنے روزمرہ کے رہن سہن میں نمایاں پاک تبدیلیاں پیدا کرو۔ شروع شروع میں تو بڑا ہی اکتا دینے والا منظر نظر آتا ہے جسے بوریت کہا جاتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں یہ کیا تماشہ بن گیا ہے۔ کس قسم کے لوگ ہمارے پاس آگئے ہیں۔

ہم تو آزادی کی طرف جارہے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ نہ کرو وہ نہ کرو اور یہ کرو غرضیکہ جو جدوجہد ہے جسے انگریزی میں کہتے ہیں Unequal Fight غیر متوازن جنگ ہے اور بظاہر ہر **فوقیت عیسائیت کو حاصل ہے اور بظاہر نقصان کا پہلو اسلام کی طرف ہے لیکن اس کے باوجود میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اسلام کے اندر ایک اندرونی طاقت ہے اور وہ خدا تعالیٰ سے تعلق کی طاقت ہے وہ سچائی کی طاقت ہے یہ لازماً غالب آجائے گی اگر متقی لوگ اسلام کا پیغام لے کر وہاں پہنچیں**

اور اپنے اعلیٰ اور پاک نمونے سے ان کو بتائیں کہ روحانی انقلاب کیا ہوتا ہے اور روحانی زندگی کس کو کہتے ہیں؟

اس قسم کے پیاسے بھی وہاں موجود ہیں اور مسلمانوں میں خصوصیت کے ساتھ عیسائیت کے مقابل پر یہ رقابت کا جذبہ پیدا ہو رہا ہے اور اس موقعہ سے ہمیں فائدہ اٹھانا چاہئے۔ چنانچہ وہ لوگ جنہوں نے مشرقی ریاستوں کے دورے کئے ہیں ان کے بعض مضامین سے مجھے پتہ لگا ہے کہ ان ممالک میں مغربیت کے بڑھتے ہوئے اثرات کے خلاف ایک شدید ردعمل پیدا ہو چکا ہے اور لکھنے والا لکھتا ہے کہ بہت سے مسلمان جن کو پہلے اسلام سے کوئی بھی تعلق نہیں تھا اور جن کو اب بھی نہیں پتہ کہ اسلام کیا ہے وہ اس ردعمل کے نتیجہ میں مسجدوں میں جانے لگ گئے ہیں اور مسجدوں کی رونق بعض جگہ اتنی بڑھ رہی ہے کہ اگر ایک سال پہلے ایک آدمی جاتا تھا تو اب دس آدمی جاتے ہیں۔ تو جہاں عیسائی علاقوں میں عیسائیت اور مغربی تہذیب کی گندگیاں بڑی تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہیں وہاں مشرقی علاقوں میں اس کے ردعمل کے نتیجہ میں ہمارے لئے ایک اچھا ماحول بھی مہیا ہو رہا ہے اور ایک اچھی سازگار فضا میسر آ رہی ہے۔

اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اب یہ وقت نہیں رہا کہ ہم انتظار کریں کہ زبانوں کے بڑے ماہر علم کے ماہر اور باقاعدہ تربیت یافتہ مربی تیار کر کے وہاں بھیجیں۔ یہ اس قسم کا وقت نہیں ہے یہ تو ایسا وقت ہے کہ جب قومی بقا کی خاطر جو کچھ بھی ہے میدان جنگ میں جھونکنا پڑا کرتا ہے، بعض دفعہ بچوں کو بھی بھیجنا پڑتا ہے۔ اب عراق ایران جنگ میں آپ دیکھیں کہ ایک وقت ایران پر ایسا آیا تھا جبکہ بالغ لڑنے والے مہیا نہیں ہو سکتے تھے تو انہوں نے عمر کا معیار ڈھیلا کرنا شروع کیا اور کم کرنا شروع کیا یہاں تک کہ آخر ایک وقت ایسا آیا کہ جب میدان جنگ میں بھیجنے سے پہلے نابالغ بچے اکٹھے کئے جا رہے تھے اور بعض ایسے منظر ٹیلی ویژن پر یہاں دکھائے گئے جن سے پتہ چلتا تھا کہ مائیں روتی پیٹتی رہ جاتی تھیں اور ان کے بچوں کو چھین کر لے جاتے تھے کہ ان کو ہم شہادت کے لئے تیار کر رہے ہیں اور دائمی زندگی بخشیں گے تم کس بات پر رو رہی ہو لیکن صرف یہی نہیں بلکہ بعض حیرت انگیز ایسے مناظر بھی دکھائے گئے کہ ایرانی ماؤں نے خود اپنے بچے پیش کئے۔ اتنا کثرت سے پروپیگنڈا تھا کہ عراق کے مقابل پر جو لڑائی کو جائے گا وہ کفر کے مقابل پر جائے گا اور اگر وہ مارا گیا تو شہید ہو گا کہ

بعض نیک دل مگر سادہ لوح مائیں خود اپنے چھوٹی عمر کے بچوں کو فوجیوں کے سپرد کر دیا کرتی تھیں۔ وہ ایک جاہلانہ جنگ تھی۔ اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں تھا بلکہ اسلام دشمنی کی جنگ تھی۔ دونوں طرف اسلام دشمنی ہو رہی تھی لیکن اس کے باوجود چونکہ اسلام کا نام استعمال ہو رہا تھا اس لئے ماؤں نے اپنے چھوٹے بچوں کو بھی اس جنگ میں جھونک دیا۔ میں جس جنگ کی طرف بلا رہا ہوں وہ اسلام کی جنگ ہے اور خالص اسلام کی جنگ ہے یہ وہ اسلام کی جنگ ہے کہ جو جماعت احمدیہ کے سوا کسی اور نے نہیں لڑنی اور کسی اور کے سپرد نہیں ہے یہ لڑائی اس لئے آج ہر قسم کے پیمانوں میں نرمی کرنے کا وقت ہے جس قسم کے بھی احمدی مہیا ہو سکتے ہیں، جن کو بھی توفیق ہے ان کو چاہئے کہ ان علاقوں میں چلے جائیں۔ ان کا جانا ہی بابرکت ہوگا اور ان علاقوں میں بیٹھ کر ان کا دعائیں کرنا ہی بابرکت ہوگا اور یہ کوئی اجنبی بات نہیں ہے امر واقعہ یہ ہے کہ بعض علاقوں میں اسلام کا غلبہ محض ان کے بزرگوں کی دعاؤں کے نتیجہ میں ہوا ہے۔

سب سے بڑی طاقتور چیز دعا ہے اور دعا ہی وہ ہتھیار ہے جو اس غیر متوازن جنگ میں کمزوروں کو طاقت وروں پر غالب کرنے والی ہے۔ اس لڑائی میں کمزور کی فتح کا یہی راز ہے ورنہ یہ ہو نہیں سکتا قانون قدرت کے خلاف بات ہے۔ جب بھی کمزور طاقتوروں سے ٹکراتے ہیں ضرور شکست کھاتے اور ضرور مار کھاتے ہیں۔ صرف مذہب کی دنیا میں یہ عجیب واقعہ رونما ہوتا ہے کہ کمزور طاقتور سے ٹکراتا ہے اور طاقتور کو شکست دے دیتا ہے۔ شاعروں کی دنیا میں تو ممولے شہباز سے لڑتے ہیں لیکن یہ ایک شاعری کی بات ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت نہیں مگر مذہب کی دنیا میں واقعۃً ایسا ہوتا ہے۔ ایسے ممولے پیدا ہوتے ہیں جو شہبازوں کے پر توڑ دیتے ہیں اور ان کے لشکر کے لشکر کو ہر جہت سے شکست دے دیتے ہیں اور واقعی جب آپ ان کا مقابلہ دنیا کے پیمانوں سے کریں تو ایک طرف حقیقت میں وہ ممولے دکھائی دیتے ہیں اور دوسری طرف واقعی شہباز دکھائی دے رہے ہوتے ہیں۔

روما کی سلطنت سے جب چند گنتی کے مسلمان مجاہدین کی ٹکریں ہوئی ہیں اور فارس کی سلطنت سے جب گنتی کے چند مسلمان مجاہدین کی ٹکریں ہوئی ہیں تو اگر چہ بعض ایسی جنگیں بھی تھیں جو خالصۃً جہاد نہیں کہلا سکتی تھیں لیکن مذہبی عناصر کا بہر حال ان میں غلبہ تھا۔ مذہبی محرکات یقیناً ان میں غالب تھے اور چونکہ لڑنے والے نیک تھے خدا پرست تھے اور دعائیں کرنے والے تھے اس لئے ان

جنگوں کے حالات پر جب آپ نظر ڈالتے ہیں تو واقعۃً یوں لگتا ہے جیسے ممولوں کی ایک ٹولی بکثرت شہبازوں پر حملہ آور ہوئی اور ان کو شکست دے دیتی ہے۔ پس اس پہلو سے آج بھی ایسا ہی ہوگا لیکن ہوگا دعا کی برکت سے اس کے سوا اور کوئی نسخہ نہیں ہے اس لئے اگر زبان دان نہیں ہیں تو دعا گو تو ہیں ناں۔ ہر احمدی کو دعا کے ساتھ ایک ایسا تعلق ہے کہ دنیا کی کسی مذہبی یا غیر مذہبی جماعت میں اس کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں جتنی بھی مذہبی جماعتیں ہیں آپ ان سب کا تفصیل سے جائزہ لیں تو ان میں سال بھر میں دعا کا اتنا چرچہ نہیں ہوتا جتنا جماعت احمدیہ میں ایک ہفتہ یا ایک مہینے میں چرچہ ہو جاتا ہے حالانکہ تعداد کے لحاظ سے یہ بہت تھوڑی ہے۔ تو اس کثرت سے دعا کا مضمون جماعت کے اندر جاری و ساری ہو چکا ہے کہ ہر فرد جب ایک دوسرے سے ملتا ہے دعا کی بات کرتا ہے ایک دوسرے کو خط لکھتا ہے تو دعا کی بات ہے۔ آپ ساری دنیا کی ایک دن کی ڈاک اکٹھی کر کے اگر دیکھ سکتے ہوں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ساری دنیا کی ایک دن کی ڈاک میں دعا کا اتنا ذکر نہیں ملے گا جتنا چند احمدیوں کی ڈاک میں دعا کا ذکر ملے گا بلکہ میں سمجھتا ہوں اور یہ مبالغہ نہیں ہے کہ ساری دنیا میں ہفتوں بھر کی ڈاک میں دعا کا اتنا ذکر نہیں ملے گا جتنا احمدیوں کی ڈاک میں ایک دن میں مل جاتا ہے۔

روزانہ جتنے خط مجھے آتے ہیں سارے انگلستان بلکہ سارے یورپ میں جتنے خط مل رہے ہوتے ہیں ان کے سارے مجموعہ میں دعا کا اتنا ذکر نہیں ہوتا۔ تو دعا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس طرح گھوٹ کر ہمیں پلائی ہے، ہماری گھٹی میں داخل کی ہے اور یہ ماں کے دودھ کی طرح ہماری رگوں میں جاری ہوئی ہے اس لئے یہی وہ سب سے طاقتور ہتھیار ہے جو آپ کو میسر ہے۔ اگر صاحب علم نہیں ہیں تو دعا گو تو ہیں ہی ناں اور یہ سب سے بڑی فیصلہ کن طاقت ہے جس نے دنیا میں انقلاب برپا کرنا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی اس مضمون پر کچھ اور باتیں کہنے والی ہیں مگر اب چونکہ وقت ہو گیا ہے اس لئے آئندہ کے لئے میں اٹھا رکھتا ہوں۔

اس عمومی تحریک کے بعد کہ ہمیں آج U.S.S.R کے علاقوں میں یعنی یونین آف سوویٹ سوشلسٹ ریپبلک E X (سابق) ریپبلک کہنا چاہئے اب تو صرف یونین کا تصور ہی باقی رہ گیا ہے۔ وہاں مختلف علاقوں میں، عیسائی علاقوں میں بھی اور مسلمان علاقوں میں بھی۔ ایشیائی علاقوں میں خواہ وہ مسلمان ہوں یا بدھسٹ ہوں۔ بعض بدھسٹ علاقے بھی وہاں ہیں۔ سب جگہ

بکثرت واقفین زندگی کی ضرورت ہے جو عارضی طور پر اپنے آپ کو پیش کریں۔ جہاں تک اخراجات کا تعلق ہے بالعموم روس میں تھوڑے روپے پر گزارہ ہوسکتا ہے۔ اگر انسان ہوٹلوں میں قیام نہ کرے۔

آج کل ایسا ماحول بن چکا ہے کہ درویش صفت لوگ جا کر مسجدوں میں ڈیرے لگا سکتے ہیں اور کوئی روک نہیں ہوگی اور اگر وہ نظام جماعت سے رابطہ کر کے ہدایات لے کر سفر شروع کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم ان کو بہت سے ایسے روابط مہیا کر سکتے ہیں جن کے نتیجہ میں ان کی دیکھ بھال کرنے والا، ان کا خیال رکھنے والا، ان کو مشورے دینے والا، ان کا خرچ بچانے والا کوئی نہ کوئی سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ان کو مہیا ہو جائے گا اور سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا کی بات ہوئی ہے تو ایسے ہر سفر کرنے والے کو ہمیشہ اس دعا کو ضرور یاد رکھنا چاہئے جسے میں نے ساری زندگی استعمال کیا ہے اور بے انتہا مفید پایا ہے۔ ہر احمدی کو ہر سفر سے پہلے یہ دعا کرنی چاہئے۔

رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ
وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا (بنی اسرائیل:۸۱)

کہ اے میرے رب! مجھے اس ملک میں صدق کے ساتھ داخل فرما، سچائی کے ساتھ داخل فرما۔ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ اور اس ملک سے یا اس مقام سے سچائی اور صدق کے ساتھ باہر لا۔ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا اور میرے لئے اپنی جناب سے کسی غیر کی طرف سے نہیں ایسا مددگار عطا فرما جو سلطان ہو جس میں غلبے کی طاقت ہو۔ جو کمزور مددگار نہ ہو بلکہ یہ طاقت رکھتا ہو کہ کمزوری کو طاقت میں بدل سکے۔

پس یہ دعائیں کرتے ہوئے جو لوگ للّٰہی سفر اختیار کریں گے ہر دوسری کمزوری پر یہ دعا اور ان کی بعد کی دعائیں انشاء اللہ غالب آجائیں گی اور جو انقلاب ہم U.S.S.R میں دیکھنا چاہتے ہیں وہ محض ہماری تمناؤں کا انقلاب نہیں رہے گا بلکہ ایک حقیقی دنیا کا انقلاب بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین